Fikr-o-Nasar (Islamabad) 14:12 (1977)

پشتو زبان میں سیرت کی کتابیں (۲)

سعید اللہ قاضی

مولود خیر البشر :- زیر نظر کتاب سیرت پر الحاج محمد خان میر ھلالی کا اولین شاہکار ہے، جو ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب لکشمی آرٹ پریس راولپنڈی میں ۱۳۴۳ھ میں طبع ہوئی ۔ بقول مصنف یہ چار جلدوں میں ہے۔ لیکن اس کی پہلی جلد دستیاب ہے۔ باقی جلدیں اگرچہ دستیاب نہیں ہوئیں پھر بھی ان کے مضامین کے بارے میں مصنف نے زیر نظر کتاب میں معلومات فراہم کی ہیں۔ یعنی دوسری جلد تبلیغ اسلام اور معراج کے بارے میں اور تیسری غزوات پر مشتمل ہے، جبکہ چوتھی جلد میں معجزات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا بیان ہے۔[1]

مولود خیر البشر کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے اس کا پس منظر سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ ماہ ربیع الاول میں پشتون عام طور پر مسجدوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن ولادت منانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ دور دور سے علماء کرام اور نعت خوانوں کو بلایا جاتا ہے جو بارگاہ نبوی میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور یہ طریقہ آج تک جاری وساری ہے۔ خان میر ھلالی نے اسی موضوع پر مختلف کتابوں سے مواد جمع کرکے اسے نظم و نثر دونوں اصناف میں پیش کیا ہے۔ البتہ پشتونوں میں جشن میلاد منانے کا جو طریقہ جاری ہے، خان میر ھلالی نے اس پر سخت تنقید کی ہے ان کے خیال میں پشتون اسوۂ حسنہؐ پر عمل کرنے کی بجائے صرف زبانی طور پر حضورؐ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل نفاق پر مبنی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"عزیزان ملت! ربیع الاول کا مہینہ آپ کے لئے خوشی کا پیغام لاتا ہے۔ اس لئے کہ اس مبارک مہینے میں رحمت عالم، سردار دو جہاں، فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی"۔[2]

عزیزان ملت! حضورؐ کے ساتھ آپ کی بے پایاں محبت میں کسی کو شک نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کا اظہار آپ کی طرف سے اس مبارک مہینے میں مختلف تقریبات منعقد کرنے سے ہوتا ہے جس پر آپ بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ مسجدوں کو پھولوں سے سجاتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں۔ ؎

لیکن آپ نے کبھی اس بات پر غور بھی کیا ہے کہ اس مہینے میں ہم خوشی کی جو محفلیں منعقد کرتے ہیں اور چراغاں کا انتظام کرتے ہیں، اس کے بارے میں ہمارے قول و فعل میں کس حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے۔ کیا اس خوشی میں ہمارا غم مضمر ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں سے دُور رکھا ہے۔؟ اگر ایک طرف ہم خوشی مناتے ہیں تو کیا دوسری طرف یہ امر ہمارے لئے باعث شرم نہیں کہ ہم نے حضور سرورِ کائناتؐ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی عملی زندگی میں انقلاب برپا نہیں کیا؟ اس لئے اس خوشی سے حقیقت میں ہمارے دلوں کے وہ زخم تازہ ہونے چاہیئے کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے۔

اس سلسلے میں خانمیر ہلالی ایک نظم پیش کرتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"ہم نے اپنے فعل و قول میں تضاد سے خیر البشر کو ناراض کیا ہے اور اس کے نتیجے میں وہ ہم سے روٹھ گئے ہیں۔ شریعت محمدی پر ہم نے رسم و رواج کو ترجیح دی ہے اور اس کے نتیجے میں ہم نے اپنا مقام دوزخ میں بنا لیا ہے۔ جوا کھیلنا، چوری کرنا، اور بر سر راہ مسافروں کو لوٹنا ہماری زندگی کا شعار بن چکا ہے۔ واعظ لوگ منبر پر چڑھ کر دنیا کو مردار ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خود سیم و زر کے جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ سادات نے اپنے آبا و اجداد کے طور طریقوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اور خیرات و صدقات کے پیچھے ہر وقت سفر کرتے نظر آتے ہیں۔ اے خانمیر! قرآن کریم پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور عام پشتون اکثر رسم و رواج کو دین پر ترجیح دیتے ہیں۔" ؎

حاجی خانمیر پشتونوں پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ اپنی مسجدوں کو پھولوں سے مزین کرتے ہیں لیکن آپ نے اپنے دلوں کی ویران دنیا کی طرف بھی کبھی توجہ دی ہے؟ کاش آپ کی میلاد کی محفلوں میں روشنی کے بجائے تاریکی ہوتی! آپ مجلس مولود میں ساری رات جاگنے کے بجائے سو گئے ہوتے! آپ کبھی جشن مولود نہ مناتے! لیکن آپ کی روحیں تعلیمات نبوی سے سرشار ہوتیں۔ آپ کے دلوں کے ویرانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے پھولوں سے آباد ہوتے اور آپ کی زبانوں کے بجائے آپ کے اعمال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے ترانے سننے میں آتے۔ لیکن صد افسوس ہے اس قوم پر جو دن رات غلامی کی چکی میں پسی جا رہی ہے۔ لیکن وہ اس سے

اور نہ اپنے شاندار ماضی سے درس عبرت حاصل کرتی ہے۔ افسوس ہے ایسی قوم پر جو ظاہری زیب و زینت پر اپنا سارا وقت اور پیسہ صرف کرتی ہے"۔ ۶ے

برادران ملت! کیا ہمارے معاشرے میں واقعی اس قسم کی تبدیلی آئی ہے؟ ہرگز نہیں ہماری حالت آج بھی وہی ہے جو بعثت سے پہلے زمانۂ جاہلیت والوں کی تھی۔ چاہیئے تھا کہ جشن ولادت پر خوشیاں منانے کے بجائے ہماری آنکھیں ہماری حالت زار پر خون کے آنسو بہاتیں۔ چنانچہ اپنی قوم کی حالت زار پر روتے ہوئے حاجی ہلالی لکھتے ہیں:

"اے مسلمان! بتاؤ آپ کی جرأت کہاں گئی؟ آپ تو میدان کارزار کے سپاہی تھے۔ آپ کی شجاعت کہاں گئی؟ صبح کے وقت ساری دنیا جاگ کر ذکر خدا میں مشغول ہو جاتی ہے اور آپ غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ بتاؤ تو ذرا آپ کو کیا ہوا؟ آپ کی رگوں میں یہ سست خون کیوں آگیا؟ آپ تو حیدر کرارؓ اور عمرؓ بن الخطاب کے بیٹے ہیں آپ کی طاقت کہاں گئی؟ خالدؓ بن ولید کی اولاد ہوتے ہوئے آپ نے ان کو بدنام کر دیا۔ بتاؤ آپ سے ابوبکر صدیقؓ کی صداقت کہاں گئی؟ ساری دنیا آپ پر ہنستی ہے اور کہتی ہے کہ مسلمان بر خود غلط ہے"۔ ۵ے

حاجی ہلالی آخر میں فرماتے ہیں۔

"ربیع الاول کے مہینے میں آپ نعت نبیؐ سنتے ہیں۔ لیکن کیا اس کی ایک جھلک آپ کے اعمال میں بھی دکھائی دیتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے زبانی جمع خرچ کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دل میں جگہ دیجئے۔ اور اپنی عملی زندگی سے ان کا مظاہرہ کیجئے۔ آزادیٔ وطن کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کیجئے۔ اس میں اتحاد و اتفاق سے کام کیجئے۔ فسق و فساد کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکئے اور ان کی جگہ اصلاح اور عمل صالح کو فروغ دیجئے۔ نسلی تعصب اور علاقائیت کو اپنے دلوں سے نکال دیجئے اور اسلامی اخوت و مساوات کو عام کیجئے تب کہیں آپ محفل مولود خیر البشر پر خوشیاں منانے میں حق بجانب ہوں گے۔ ۵ے

کتاب کے ماخذات مستند ہیں۔ اور کتاب معاشرہ کے بعض رسم و رواج پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مصنف کی تنقید آپ کے تبحر علمی، حقیقت پسندی اور اظہار رائے کی آزادی اور دیانتدارانہ ذمہ داری کے احساس کی عکاسی کرتی ہے۔

کتاب کے بعض صفحات (۱۳۰ - ۱۳۶) جلد بندی کے وقت الٹ پلٹ لگ گئے ہیں، جس سے پڑھنے والوں کے خیالات کا تسلسل اچانک منقطع ہو کر طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ کتاب بحیثیت مجموعی اہم ہے اور مصنف کی حاشیہ آرائی نے اس کی اہمیت وافادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اسی بنا پر "مولود خیر البشر" کو پشتو زبان میں سیرت پر لکھی گئی کتابوں میں قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ذکر بلا مظلوم (مظلوم کربلا)

خانمیر ہلالی کی یہ کتاب ۱۹۵۸ء میں شاہین برقی پریس پشاور سے شائع ہوئی۔ کتاب ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس میں واقعہ کربلا کی تفصیل ہے لیکن اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر چھ صفحات پر مشتمل ایک مضمون ہے۔ مضمون میں زیادہ زور مساوات انسانی، اخوت اور اطاعت امیر پر دیا گیا ہے۔ مضمون کے آخر میں مصنف لکھتے ہیں۔

"اسلام نے قوم اور قبیلے کی بنیاد پر فرق مراتب کی بیخ کنی کی۔ سارے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اسلام میں عزت و تکریم کا دارومدار نیک اعمال پر ہے۔ جتنا ایک آدمی نیک اور متقی ہوگا اتنا ہی اس کو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ [۹]

د بدر غزا۔ (غزوۂ بدر)

یہ کتاب سیرت پر خانمیر ہلالی کی چوتھی کتاب ہے جو ۱۹۶۰ء میں منظور عام پریس پشاور سے شائع ہوئی اور ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے جنگ بدر کو منظوم شکل میں پیش کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں انبیاء کے بارے میں مختصر تاریخی پس منظر منظوم پیش کیا گیا ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کامل صفات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ بعد میں ترتیب وار جنگ بدر کے حالات درج کیے گئے ہیں۔ جگہ جگہ ذیلی نوٹس میں تشریح طلب باتوں کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ [۱۰]

حمونبۂ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
(ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

زیر نظر کتاب کے مؤلف صوبہ سرحد کے معروف وکیل خان پیر بخش خان ہیں۔ اس کو ۱۹۴۷ء میں منظور عام پریس پشاور نے شائع کیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن جنوری ۱۹۳۱ء میں چھپا تھا اور اس کے تین سو چوالیس صفحات ہیں۔ مؤلف کو اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بقول ان کے پشتونوں کی اکثریت حضورؐ کی سیرت طیبہ اور ان کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ نہیں اور مؤلف نے یہ کتاب پشتونوں کے دلوں میں ایمان کو تازہ کرنے اور حضورؐ کے اخلاق حسنہ کو عام کرنے کے لئے لکھی۔

کتاب سلیس پشتو میں ہے لیکن مؤلف نے جگہ جگہ اُردو کے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔ کتاب میں چھوٹی چھوٹی آیتیں بمعہ ترجمہ ملیں گی۔ انداز بیان میں ادبیت قدرے چھائی ہوئی ہے۔

ایک عام غلطی جو اکثر دیکھنے اور سننے میں آتی ہے وہ عربی الفاظ کا غلط تلفظ ہے۔ مثلاً کتاب میں "حجۃ الوداع" کی جگہ "حُجّتہ الوداع" لکھا گیا ہے۔ اس کو طباعت کی غلطی بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کتاب کی روح حضورؐ کا آخری خطبہ ہے جسے مؤلف نے بڑے سلیس انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کا سمجھنا عام پشتونوں کے لئے آسان اور مفید ہے۔

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر کتاب حاجی محمد امین گل اللہ بن مولوی شاہ جی گل موضع کھوئی برمول ضلع مردان کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ۱۹۴۴ء میں لکھی گئی اور ۱۹۵۶ء میں سرحد برقی پریس پشاور سے شائع ہوئی۔ کتاب ۳۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

مؤلف کھوئی برمول میں ایک مشہور عالم اور مدرس کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ چونکہ عالم ہیں اس لئے کتاب میں مستند کتابوں سے امداد لی ہے۔ جگہ جگہ عربی کے اقتباسات اور اشعار درج ہیں۔ مؤلف پشتو کے شاعر بھی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے معراج کے بارے میں بعض عربی اشعار کا ترجمہ بڑے عمدہ پشتو اشعار میں کیا ہے۔

مؤلف نے سفر طائف تک کے حالات اپنی کتاب کے صفحہ ۷۰ تک عام مؤلفین کی طرح بیان کئے ہیں۔ البتہ اس کے بعد سیرت کے تمام پہلوؤں پر سوالاً و جواباً روشنی ڈالی ہے۔ یہ طریقہ عام لوگوں کے لئے

بڑا مفید ہے۔ مؤلف ہر ایک واقعہ پوری تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور ہر ایک واقعے کے اختتام پر اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

مؤلف کا تعلق چونکہ عربی زبان سے زیادہ رہا ہے اس لئے ان کی پشتو میں کافی لغوی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں۔ اور شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی پشتو زبان ایسی ہے جیسے شاہ عبدالقادر کی معروف تفسیر موضح القرآن کی اُردو، موجودہ نسل کے لئے۔

حاجی محمد امین گل جمعیت علمائے ہند کے ایک سرکردہ رکن بھی رہے ہیں، انہوں نے ۱۹۴۵ء میں جمعیت علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ سہارن پور میں جمعیت علمائے سرحد کی نمائندگی کی تھی[۱۱۰]۔ چنانچہ مؤلف پاکستان میں علماء کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہم سب علماء کو چاہیئے کہ پورے خلوص اور دیانت داری سے پاکستان کی خدمت کریں تاکہ اس کو تمام دنیا کے لئے ایک مثالی مملکت بنالیں اور اگر ایسا نہ ہوا اور حکمرانوں نے بھی غفلت سے کام لیا۔ اور اسلامی قانون رائج نہ کیا تو پھر ہمیں خدائے قہار سے ڈر محسوس کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ پاکستان کے سارے باشندوں پر ایک آفت سماوی نازل ہو جائے اور ان کا نام و نشان مٹ جائے۔[۱۱۱]

اس کے بعد فتنہ تاتار اور زوال بغداد کے بارے میں کچھ واقعات بیان کرتے ہیں۔

مؤلف نے اس کتاب میں اپنی ایک دوسری "د نبکلی رسول معجزات" کا ذکر کیا ہے۔ جو ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ لیکن اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہے۔[۱۱۲]

سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر کتاب کے مؤلف مولانا غلام نبی فاروقیؒ ہیں۔ جو موضع سنگاہو ضلع مردان کے باشندے ہیں۔ کتاب کی کتابت ۱۹۵۱ء میں اختتام پذیر ہوئی۔ اور یہ ۱۹۵۷ء میں سرحد برقی پریس پشاور سے شائع ہوئی۔

کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ۲۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ہجرت تک کے واقعات درج ہیں۔ دوسرے حصہ کے ۲۹۲ صفحات ہیں۔ اور اس میں ہجرت سے تا آخر کے حالات و واقعات درج ہیں۔ مؤلف نے سیرت الرسولؐ، لکھنے کے لئے سب سے زیادہ استفادہ ابن قیم کی "زاد المعاد" ابن کثیر کی "البدایۃ والنہایۃ" اور سیرت ابن ہشام سے کیا ہے۔ اور اہل علم کی دلچسپی کے لئے عربی اقتباسات

اور اشعار بعہ پشتو ترجمہ دیئے ہیں۔

مؤلف نے مضامین کو ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ اور پھر ہر باب میں مختلف عنوانات قائم کئے ہیں۔

دوسری جلد کے آخر میں ایک طویل بحث حیات و سماع موتی عالم برزخ میں شامل ہے۔ اسس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خصوصاً کیا گیا ہے۔ مؤلف دونوں باتوں کے قائل ہیں اور انہوں نے مختلف نقلی و عقلی دلائل سے ان کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ۱۶

مؤلف کی زبان میں بعض مقامات پر قواعد کی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ مؤلف جس علاقے کے رہنے والے ہیں۔ وہاں کے بعض الفاظ، اور مردان کے مغربی و شمالی علاقوں کے لوگوں کے بعض الفاظ، کے تلفظ میں نمایاں فرق ہے۔

مؤلف نے اپنے مقدمہ میں اپنے ماموں حکیم گل کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے جس کا نام تاریخ اسلام ہے۔ لیکن یہ کتاب دستیاب نہیں ہے۔

تاریخ دَ سردار عالم (تاریخ سردار عالم)

زیر نظر کتاب کے مؤلف سید روح اللہ علیؒ ہیں جو موضع مازارہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کی یہ کتاب حمیدیہ پریس پشاور سے شائع ہوئی۔ تاریخ طباعت معلوم مذکور نہیں۔ کل صفحات ۲۳۹ ہیں۔

کتاب کی زبان عام فہم ہے البتہ بعض جگہوں میں عربی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو ایک عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ جملوں کی بناوٹ میں پشتو زبان کے قواعد کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے عربی مآخذ سے استفادہ کرتے وقت اس کا لفظی ترجمہ کر دیا ہے۔ جو موجودہ پشتو خواں لوگوں کے لئے دشوار ہے۔

مؤلف نے جگہ جگہ بعض الفاظ کی وضاحت کے لئے تشریحی نوٹ بھی دیئے ہیں۔ آخر میں لکھا ہے "اس کتاب کی تدوین کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے پیارے رسولؐ کی سیرت طیبہ سے واقف ہو جائیں اور اپنی زندگی ان کے اسوۂ حسنہ کے مطابق گذارنے کا عہد کریں تاکہ قیامت کے دن اپنے پیارے نبی کے سامنے سرخ رو ہونے کے قابل ہو جائیں اور اپنے آپ کو ان کی شفاعت کا مستحق بنالیں"۔ ۱۸

سیرت د پاک رسولؐ (سیرت رسول پاکؐ)

اس کتاب کے مؤلف قاضی عبدالحلیم اثر افغانی ہیں۔ یہ کتاب منظور عام پریس پشاور سے شائع ہوئی تاریخ کتابت ۱۳۷۸ھ ہے مگر تاریخ طباعت مذکور نہیں کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

مؤلف پشتو زبان کے مشہور ادیب ہیں۔ آپ کی دوسری کتابیں بھی اہل علم کے ہاں بہت مقبول ہیں۔

زیر نظر کتاب کی زبان بہت سلیس، عام فہم اور ادبی ہے۔ حالات و واقعات سلسلہ وار بیان کئے گئے ہیں۔ مؤلف بعض مقامات پر مشکل یا قابل تشریح الفاظ کی وضاحت ذیلی نوٹس میں کرتے ہیں۔

کتاب کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بعض دوسرے واقعات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

کتاب کا آغاز نعت سے ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"خدا نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے آگاہ کیا اور اپنی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چومتا ہوں میری آنکھوں کا سرمہ وہ خاک ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک چومنے کا فخر حاصل ہے۔ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں نے رسالت مآبؐ کی شراب محبت کا لبریز جام پیا ہے۔ جماعت میں وہی آدمی خاص شمار کیا جاتا ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ عبدالحلیم اثر افغانی پر آپؐ کی نظر عنایت ہے اور اگر خدا کو منظور ہوا تو اس دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوگا۔" ؎

****

حوالہ جات

١ - پیش لفظ

٢ - ص ١١٤

٣ - ص ١١٥ - ١٦٦ - ١١٧

٤ - ص ١١٨ - ١١٩

٥ - ص ١١٩

٦ - ص ١٢٠ - ١٢١

٧ - ص ١٢٢ - ١٢٣

٨ - ص ١٣١ - ١٣٢

٩ - ایضاً

١٠ - ص ٢٠ تا ٢٦

١١ - ایضاً ص ٢٦٩

١٢ - مؤلف بقید حیات ہیں اور آپ کے ایک برخوردار صاحبزادہ گورنمنٹ کالج مردان میں اسلامیات کے لیکچرار ہیں۔

١٣ - ص ٢٩٥

١٤ - ص ٢٩٧

١٥ - ص ٢

١٦ مؤلف بقید حیات ہیں لیکن ضعیف العمر ہیں۔

١٧ مؤلف بقید حیات ہیں۔ آپ کے برخوردار بزرگ ڈاکٹر سعید اللہ جان شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی میں گذشتہ ١٥ سال سے ایک مدرس کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

١٨ - ص ٢٣٨ ، ٢٣٩

١٩ - ص ٣٧٢ تا ٣٨٣